وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

نمبر ۴ | بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء | جلد ۶

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء کے لئے ع | غیر ممالک والوں سے [illegible]

فہرست مضامین

مسلمان وہی ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے — ایڈیٹر — صفحہ ۱۲۱ - ۱۶۰

باہتمام چوہدری عبد السلام صاحب مینجر ہر انگریزی مہینے کی آخری تاریخ کو قادیان سے شایع ہوتا ہے۔

باہتمام مینجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا

اصلی ممیرا اور ممیرا کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ العالی کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا جاتا ہے۔ اور اصلی ممیرا جس کو خود اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اس میں ڈالا جاتا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ ”برائے امراض چشم بسیار مفید است“ اس شہادت کے بعد مجھے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ کئی لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے۔ اس کے مفید ہونیکی ضرورت ہے یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑ وال تبل اور سرخی ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کے لیئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عا ر قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی ممیرا قسم اول ملہ دوم ۓ۔

ترکیب استعمال۔ یہ ممیرا پتھر پر گھسکر آنکھوں میں لگا دے۔ یہ ممیرا خاصکر اس گرمی وغیرہ کے موسم میں جو بیمار ہوتے ہیں۔ بہت مفید اور مجرب ہے۔

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا۔ نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم وریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کے استعمال کریں فی تولہ ؏

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی اور سوتی ململ صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی ملسکتی ہیں۔

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

مُسلمان وُہی ہے جو سب ماموروں کو مانے

دِیباچہ

چند دنوں سے وطن اور المنیر میں حضرت اقدس مسیح موعود اور حضرۃ
خلیفۃ المسیح پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں
میں ایک ذرا سے فرق پر اختلاف ڈلوا دیا۔ اور لکھدیا۔ کہ ہم میں اصولی فرق
ہے۔ اسی طرح پیسہ اخبار میں کسی شخص جشیم نے ایک مضمون دیا ہے کہ امید ہے۔
حضرت خلیفۃ المسیح اس فیصلہ کو واپس لیکر حضرت مرزا صاحب کے
الہامات کو باطل کر دیں گے۔ اور ان پر سے کُفر کا فتوٰی واپس لے لینگے
لیکن تعجّب ہے۔ کہ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا۔ کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح
موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ تو کیونکر آپ کے فتوٰی کو رد کر سکتے ہیں۔ اور حضرۃ
خلیفۃ المسیح تو آپ کے خلیفہ اور آپ کے کاموں کو پورا کرنے والے ہیں۔ آپ
کیونکر آپ کے الہاموں کو رد کر سکتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ مامورین اور انبیاء ورسل
کی مخالفت کی حقیقت کو سمجھتے ہی نہیں۔ تب ہی تو کہتے ہیں کہ حضرت کے
مُخالف کیونکر کافر ہوئے۔ یا کم سے کم نیک نیّتی سے نہ ماننے والے کیونکہ
کافر ہوئے۔ حالانکہ رسول اللہ کو نہ ماننے والے کیا سب کے سب بدنیّت تھے اور

اور کیا سب پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ سوٹزرلینڈ کے پہاڑوں میں کون تبلیغ کرنے گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے اسلام کی رُو سے وہ کافر ہیں۔ باقی یہ رہا کہ ان کو سزا ملیگی۔ یا نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ شریعت کا فتویٰ تو ظاہر پر ہے۔ اسلیئے ہم ان کو کافر کہینگے۔ پس جب تبت اور سوٹزرلینڈ کے باشندہ رسول اللہ کے نہ ماننے پر کافر ہیں۔ تو ہندوستان کے باشندہ مسیح موعود کو نہ ماننے سے کیونکر مومن ٹھہر سکتے ہیں۔ غرض کہ یہ خیال بالکل بیہودہ اور عقل سے بعید تھا۔ اسلیئے اس کی تردید لازمی نظر آئی۔ تاکہ احمدی بھائی دہوکہ نہ کھائیں۔ لیکن چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ بھی ضروری تھا اسلیئے یہ مضمون بہ تمام وکمال آپکو دکھایا گیا۔ اور آپنے تحریر فرمایا ہے۔ کہ مجھے اس ؔ مضمون سے مُخالفت نہیں۔ اور ہرگز مخالفت نہیں۔ اور تحریر فرمایا ہے۔ کہ اسے چھاپ دو۔ اب اسے عام مخلوق کی ہدایت کے لیئے شایع کرتا ہوں احمدی بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ اس کی خوب اشاعت کریں۔ اور یہ مضمون دوسرے دوستوں کو جا کر سنائیں۔ کیونکہ غیر احمدی اسوقت پورے زور سے ہم کو اپنے اندر ملانا چاہتے ہیں۔ اور جب حضرت کی مخالفت کے باوجود انسان مسلمان کا مسلمان رہتا ہے۔ تو پھر آپ کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہوا

والسلام ☙

خاکسار

مرزا محمود احمد ولد حضرت مسیح موعودؑ

ؔ آپنے ایکدفعہ مضمون دیکھ لیا تھا۔ اور مزید احتیاط کیطور پر پھر آپ سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ اس کا شائع کرنا ناپسند فرمائیں۔ تو اسے بند کیا جا سکتا ہے جس کے جواب میں آپنے یہ فقرہ فرمایا اور انشاء اللہ مزید احتیاط کے لیئے پروف بھی حضور کے پیش کیئے جاینگے۔ تاکہ اگر کوئی اور اصلاح کرنی ہو۔ تو آپ کر دیں۔ منہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا

آیات صراط الذین انعمت علیہم اور تشابہت قلوبہم سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کی جماعتوں اور اُن کے مخالفین کا ایک ہی طریق ہوتا ہے۔ نبیوں کی مشابہت نبیوں سے انکی جماعتوں کی مشابہت اپنے سے پہلی جماعتوں سے۔ اور ان کے مکفرین کی مشابہت ان سے پہلے کے مکفرین سے ہوتی ہے۔ جس طرح نبی اور انکی جماعتیں ایک ہی راستہ پر قدم مارتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مخالفوں کے پیرو بھی اپنے پیشروں کی سنت پر عامل ہوتے ہیں۔ خصوصاً جن انبیاء کی آپس میں مشابہت اور مماثلت ہو۔ اور ایک ہی قسم کے کام ان کے سپرد ہوں۔ تو ان کے حالات تو آپس میں بہت ہی کچھ ملتے جلتے ہیں۔ ان پر اور ان کی جماعتوں پر ایک ہی سے ابتلا آتے ہیں۔ ایک ہی سے شیطانی حملہ ان پر ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی راہوں سے ان کو پھسلانے کی کوشش کیجاتی ہیں۔ ہمارے حضرت کو چونکہ حضرۃ مسیح سے مشابہت تھی۔ اور آپ ان کے مثیل تھے۔ آپ کے واقعات بھی ان سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔ جیسے وہاں ایک امن و امان کی سلطنت

تھی۔ یہاں اس سے بڑھکر امن و امان کی حکومت ہے۔ جیسے وہاں ایک غیر ملک کے باشندوں کی گورنمنٹ تھی۔ یہاں بھی غیر ملک کے باشندوں کی گورنمنٹ ہے۔ جیسے وہاں تقریر و تحریر سے تبلیغ کیجاتی تھی۔ ویسے ہی یہاں بھی کیجاتی ہے جس طرح اپنر خون کا مقدمہ کیا گیا۔ اور آخر میں آپ کی نجات ہو گئی۔ اسی طرح یہاں بھی ایک خون کا مقدمہ ہوا۔ جس میں آخر میں آپ کی نجات ہوئی۔ جس طرح وہاں کفر کے فتوے لگے۔ یہاں بھی ملے۔ جس طرح آپ کے مخالف مولوی آپکے پیچھے پھرتے۔ اسی طرح اب بھی پھرتے رہے۔ پس ضرور تھا۔ کہ جس طرح آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت پر ابتلا آئے اسی طرح حضرت صاحب کی وفات کے بعد بھی جماعت پر اسی طرح ابتلاء آتے چنانچہ ایک مدت سے بلکہ شاید میں غلطی پر نہ ہونگا۔ اگر کہوں۔ کہ حضرت صاحب کی زندگی کے زمانہ سے مجھے اسکا خیال تھا۔ اور خوف تھا۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک مدت سے آثار ظاہر ہو رہے ہیں لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود صرف مثیل مسیح ہی نہ تھے بلکہ مہدی مسعود بھی تھے۔ اسلیئے امید بلکہ یقین ہے۔ کہ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت ان ابتلاؤں کے زمانہ سے صاف اور بے عیب نکلجائیگی۔ چنانچہ اگر میں بھولتا نہیں۔ تو مینے خود حضرت خلیفۃ المسیح کے منہ سے یہ سنا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپنے حضرت صاحب سے پوچھا۔ کہ آپ مثیل مسیح ہیں اس لیئے ان واقعات سے خوف آتا ہے۔ جو مسیح کی جماعت سے پیش آئے فرمایا۔ کہ ہاں خوف تو ہے۔ لیکن چونکہ میں مہدی بھی ہوں اسلیئے اللہ تعالیٰ انجام نیک کریگا۔ پس گو خوف ہے۔ لیکن نیک انجام کی بڑی امیدیں لگی ہوئی ہیں

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور بیان کرتا ہوں۔ کہ وہ ابتلا کیا تھا جو حضرت مسیح کے بعد آپ کی جماعت کو آیا۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہی

کہ

کہ حضرت مسیح کی وفات کے بعد آپ کی جماعت کو غیر قوموں نے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ اور حالات ہی کچھ ایسے پیدا ہوتے گئے۔ کہ جن کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسیحی لوگ ان میں مل گئے۔ اور جس طرح سیر بھر نجاست میں پڑکر تولہ بھر پانی بھی ناپاک ہوجاتا ہے ان مٹھی بھر آدمیوں پر وہ کثرت غالب آئی۔ اور یونانی اور رومی مشرکانہ خیالات اور مداہنت ان میں پیدا ہوگئی بعض حواری جو الگ رہے۔ انکا بقیہ خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ یوم الدین کے وقت تک چلا۔ لیکن چونکہ اصل توحید آگئی اسلیئے ان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا سے اُٹھالیا۔ اور وہ اپنا کام کرکے خاموشی کے ساتھ اس دنیا سے گزر گئے۔ چنانچہ سلمان فارسیؓ بھی انہیں لوگوں کے بتائے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

ہمارے حضرت کی زندگی کے آخری ایام میں اور بعد وفات کے بھی اس قسم کی تحریکات مخالفین سلسلہ کی طرف سے ہوئی ہیں۔ اور ہورہی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ ہمارے برخلاف چاروں طرف سے کفر کے فتوے شائع ہوتے تھے۔ ہمارے سلسلہ کے کمزور اور ضعیف انسانوں کو بے طرح کچلا جاتا تھا۔ وہ ماریں کھاتے تھے۔ گالیاں سنتے تھے۔ قتل بیگناہ ہوتے تھے۔ عدالتوں میں گھسیٹے جاتے تھے۔ مگر یہ سب کچھ کس لیئے ہوتا صرف اس لیئے کہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑا قادر ہے۔ اور رسول اللہ کی پیشگوئی کے مطابق اُس نے اس اُمت میں سے ایک مامور بھیجدیا ہے۔ جو دنیا کو گمراہی سے بچائے اور اس کا نام اُس نے مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا ہے۔ گویا ہم پر فرد جرم اس لیئے لگائی گئی۔ کہ ہم نے خدا کے حکم کو کیوں مانا۔ اور کیوں نہ اُسے کہدیا۔ کہ ہم کب تک تیرے احکام کو مانتے چلے جائیں۔ آجتک بہت سے انبیاء کو تو مان لیا۔ اب بس کرو

اور ہم

اور ہم کو اس اطاعت سے معاف کرو۔ہاں ہم اسلیئے واجب القتل قرار دیئے گئے کہ ہم حقیقی بادشاہ کے فرماں بردار ہوئے۔اور ان باغیوں کے ساتھ نہیں ملے۔ جنھوں نے اُس کے مامور کا انکار کیا۔اور اگر واقعی یہ کوئی ایسا جرم تھا جس کی سزا ہمکو یہ ملنی چاہیئے تھی۔تو خدا کی قسم ہم اس جرم کے مُرتکب ضرور ہوئے ہیں اور جس طرح ہمارے حضرت نے رسول اللہ کی نسبت فرمایا ہے۔

بعد از خدا بہ عشق محمدؐ مخمرم ؛ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہم بھی کہتے ہیں۔کہ اگر خدا کے ماموروں اور رسولوں کا اقرار اور ان کی اطاعت کفر ہے۔تو خدا کی قسم ہم اس قسم کے کافر ضرور ہیں۔اور اگر اسی کا نام کفر رکھا جاتا ہے تو اس کفر کو ہم ذریعۂ نجات یقین کرتے ہیں۔

اس کے بعد وہ زمانہ آیا۔کہ خدا تعالیٰ نے ہمکو فتوحات دیں۔اور ہماری جماعت کو روز بروز ترقی ہونی شروع ہوئی۔اور جوں جوں مخالفین سلسلہ نے شور مچایا۔یہ سلسلہ اور بھی بڑھا۔اور بیسیوں ہیں جو مخالفین ہی کی کتب کو پڑھکر اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔اور جس قدر عذاب ہمکو دیئے گئے۔ان سے بجائے ہماری ذلّت وکمزوری کے ترقی اور عزت ہی ہوتی گئی۔جسقدر ہمارے مخالفین نے ہمیں چاہ گمنامی میں پھینکنا چاہا۔خدا نے اُسی قدر ہمکو شہرت کے ٹیلہ پر بلند کھڑا کیا۔اور ہماری جماعت کا رعب مخالفین کے دلوں میں بیٹھ گیا۔اور خدا کی دی ہوئی نصرت و فتح کو انہوں نے مشاہدہ کیا۔اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔کہ اسلام کے دشمنوں کی فوجیں ہمارے آگے سے فرار ہوگئیں اور انھوں نے سُن لیا۔کہ دجال اس مسیح کے مقابل میں ٹھہر نہیں سکا۔اور ملائکہ کی ہیبت ناک آوازیں ان کے کانوں میں پہنچیں۔تب ان کو یقین ہو گیا۔کہ اب یہ سلسلہ بڑھیگا۔اور ہر ایک سرسبز وادی اور ویران جنگل اور اونچے پہاڑ اور وسیع سمندر پر ان کی آواز بلند ہوگی۔اور وہ

اسلام کا نشان جس میں مشرکانہ خیالات کی وجہ سے بے رونقی اور زنگ پیدا ہو گیا تھا۔ یعنی کلمۂ شہادت وہ پھر اپنی اصلی رونق سے دنیا پر ظاہر ہوگا۔ اور وہ دن دور نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ کے مطابق دنیا دیکھ لے گی۔ کہ " دنیا میں ایک نذیر آیا۔ مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کریگا"۔ جب حق کھل گیا۔ اور بات ظاہر ہو گئی تو شیطان نے وہی حربہ کرنا چاہا جس سے کہ حضرت مسیح کی جماعت کو دق کیا تھا۔ اور اُن کی بڑھتی ہوئی طاقت کو توڑ دیا تھا۔ یعنی اس نے مولویوں اور گدی نشینوں سے کام بگڑتا ہوا دیکھکر اُمرا اور تعلیمیافتہ گروہ کو چنا۔ اور چونکہ یہ لوگ اکثر یا تو لامذہب ہوتے ہیں۔ یا دین کی حقیقت سے غالباً ناواقف اور عملی حصہ میں تو فیصدی بہت ہی کم نکلینگے۔ جو باجماعت نماز بلکہ صلوٰۃ وصوم و زکوٰۃ کے پابند ہوں۔ اسلیئے ان کے ہاتھوں میں وہی حربہ دیا۔ جو حواریوں کے مقابلہ میں غیر قوموں کو دیا تھا۔ یعنی وہ صلح کے لیئے بڑھے۔ اور انھوں نے اپنے چہرے ایسے بنائے۔ گویا اسلام کے غم نے ان کی کمر توڑ دی ہے۔ اور مختلف فرقوں کا تفرقہ دیکھکر ان کے اوپر کھانا اور پینا تک حرام ہو گیا ہے۔ اور اسلام کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے ان کے دل پراگندہ اور آنکھیں پر نم ہیں۔ اور یہ ایسا بوجھ ہے۔ کہ جس سے ان کی پُشت خم ہو رہی ہے۔ اور مسلمانوں کی تباہی کو دیکھکر وہ بے موت مر رہے ہیں۔ اور ایسی حالت بنا کر وہ ہمارے پاس آئے۔ اور اپنی خطاؤں کا اقرار کیا۔ اور کہا۔ کہ ہماری غلطی تھی۔ کہ ہم آپ لوگوں سے الگ ہوئے۔ اور بزرگوں کا کام ہمیشہ خطاؤں سے چشم پوشی کرنا ہوتا ہے۔ پس آپ ہماری غفلت سے نظر اندازی کریں۔ اور ہمکو اپنا خیر خواہ تصور کریں۔ اور آج سے ہم میں اور آپ میں یگانگت ہو جائے۔ اور ہم ایک ہو کر اسلام کو دشمنوں سے بچائیں۔ اور اس کے بعد ایک

عاشق

عاشق معشوق کی طرح اُنھوں نے ہم سے گِلہ شروع کیا۔ اور کہا۔ کہ جب ہم میں اور آپ میں کوئی اصولی فرق نہیں۔ اور ہمارا ایک ہی خدا اور ایک ہی رسول ہے۔ تو آپ ہم سے الگ کیوں ہوئے۔ اور ہمارے پیچھے نمازیں پڑھنی کیوں چھوڑ دیں اور کیا ضرور تھا۔ کہ اگر ہمارے جہال سے کوئی خطا ہوئی تھی۔ تو آپ اس کا نوٹس لیتے۔ اور اس پر بگڑ بیٹھتے۔ آپ کو تو بڑے رحم اور وسعت نظر سے کام لینا چاہیئے تھا۔ اور صرف اس بات پر کہ ہم مرزا صاحب کو مامور من اللہ نہیں مانتے۔ کافر قرار دینا آپ کی شان سے بہت بعید تھا۔ اور ہم تو مرزا صاحب کو ایک بڑا راستباز انسان اور اسلام کا سچا خادم تصوّر کرتے ہیں۔ اور صرف آپ سے اس قدر اختلاف ہے۔ کہ ہم آپ کے بعض ان دعاوی کو نہیں مانتے کہ جن میں وہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے رسول اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ اور مختلف موقعوں پر مختلف لوگوں کے سامنے ان باتوں پر اتنا زور دیا۔ کہ قریب تھا کہ بہت سے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے۔ اور وہ مدت کے بچھڑے ہوؤں کی طرح اُن سے لپٹ جاتے۔ اور آپس کے اختلافات گلے لگ کر مٹائے جاتے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا۔ اور حضرت صاحب کا مہدویت کا رنگ غالب رہا۔ اور عین مصیبت میں پڑ جانیکے وقت اللہ تعالےٰ نے ہماری حفاظت کی۔ اور کئی لوگوں کو یہ بات سمجھ میں آ گئی۔ کہ اگر ایک مامور کے بھیجنے کے بعد بھی نتیجہ نکلتا ہے۔ اور انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور باوجود اس کے انکار کے پھر بھی انسان خدا تعالیٰ کا پیارا ہی رہتا ہے۔ تو ہم کو اسقدر مشکلات میں پڑ جانیکی کیا ضرورت تھی۔ اور کیوں خدا نے ایک مامور کو بھیجکر خواہ مخواہ ہم کو مصیبتوں میں ڈالا اور اپنوں اور بیگانوں کی نظر میں حقیر کیا۔ اور کافر ٹھہرایا۔ اور انھوں نے خیال کیا کہ اگر ایک مامور کا انکار ایسا ہی ایک چھوٹا سا انکار تھا۔ اور خفیف بات تھی۔ تو

خدانے یہ کیوں کہا۔ کہ میں اس کے انکار کے بدلے میں دنیا کو ہلاک و برباد کروں گا۔ اور طرح طرح کے عذاب اُس نے دنیا میں بھیجے۔ اور لاکھوں انسانوں کو دیکھتے دیکھتے ہلاک کر دیا۔ اور کیوں اتنی مدت تک ملک کے علماء و فضلا کو اُس کی مخالفت کی وجہ سے ذلت سے مار تا رہا۔ اور کیا وجہ ہوئی۔ کہ آج سے ہزاروں سال پہلے نبیوں کی زبان پر اس کی خبر دی۔ اور انجیل میں اُس کا ذکر کیا۔ اور قرآن شریف میں اُس کی بعثت کی نسبت پیشگوئی کی۔ اور اگر یہ ایک معمولی بات تھی۔ اور ایک فروعی سا فرق تھا۔ تو کیوں اُس نے خود اس کو الہام کے ذریعہ سے کہا کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یعنی وہ مسلمان جو تیرا انکار کرتے ہیں۔ اور تیرے منکر ہیں۔ ان کو رفتہ رفتہ کمزور کر دوں گا۔ اور تجھے وہ عظمت دونگا کہ تیرے پیرو ہمیشہ اُن سے معزز رہینگے۔ اور ان باتوں کے سوچنے کے بعد اُن کے دل بشاش ہو گئے۔ اور انھوں نے جان لیا۔ کہ عین گڑھے میں گرتے ہوئے خدا تعالےٰ نے ہماری رہبری کی۔ لیکن یہ شور بڑھتا گیا۔ اور اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے مخالف کھلے طور پر اخباروں میں اسبات پر زور دے رہے ہیں کہ اس جدائی کو جانے دو۔ اور ہم سے آملو۔ گو مرزا صاحب سے دعاوی میں غلطی ہوئی۔ اور ایسے موقعہ پر میں نے ضروری جانا۔ کہ ایسے لوگوں کی دھوکہ دہی کو ظاہر کروں۔ اور اس خطرہ سے جو اس تعلق کے نیچے مخفی ہے۔ انہیں آگاہ کروں۔ اور اس معاملہ میں حضرت صاحب کی جو رائے ہے۔ اس سے بھی ان کو مطلع کروں۔ تاکہ وہ اپنے قدموں پر مضبوط ہو کر جم جائیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ میں یہ سب کچھ سچے دل سے اور نیک نیتی سے کہتا ہوں۔ اور میرے دل میں اسبات کے لکھنے میں کوئی نفاق کا شعبہ نہیں۔ اگر میں نفاق کو پسند کرتا۔ تو سب سے پہلے غیر احمدیوں کی عظیم الشان جماعت میں ملنے کی کوشش کرتا۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اس طرح حضرت صاحب

کو جو گالیاں دیجاتی ہیں۔ وہ کم ہو جائیں۔ اور کون نہیں چاہتا۔ کہ اُس کے باپ کو لوگ گالیاں نہ دیں۔ اور اس کے والد کی نسبت فحش الفاظ استعمال نہ کیئے جائیں۔ پس اگر آپ لوگ ان کو پیر سمجھکر دشمنوں کے حملہ سے بچانا چاہتے ہیں تو میرے ان سے دو رشتے ہیں۔ وہ میرے والد بھی ہیں اور آقا اور پیر بھی لیکن میں نفاق پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور اسوقت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب میں وہ بات کہوں۔ جو میرے دل میں نہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی اس معاملہ میں نصرت چاہتا ہوں۔ اور میں اُسی سے مدد مانگتا ہوں۔ کہ وہ مجھے گناہوں میں پڑنے سے بچائے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ کوئی مجھ کو گناہوں کی بھٹی سے نہیں بچا سکتا۔ مگر اللہ اور مجھے کامل یقین ہے۔ کہ من یھدی اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہٗ فلا ھادی لہ۔ پس اس سے ہر قسم کی شرارت نفس اور خبث باطن سے پناہ مانگتے ہوئے میں نے اس کام کو کیا ہے۔ اور میں اس سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ مجھے ضرور بچائے گا۔ اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھیگا۔

غرضیکہ اے عزیزو! ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت صاحب خدا کے مُرسل تھے۔ اور مامور من اللہ تھے۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے اور نہ معلوم اور کتنے انبیا آگے بھیجیگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت نبی کریم محمد رؤف رحیم رسول اللہ خاتم النبیین کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آئیگا۔ اور آپ ہر قسم کی نبوتوں کے خاتم ہیں۔ اور آئندہ جس کو اللہ تم تک رسوخ ہوگا۔ وہ آپ ہی کی اطاعت کے دروازہ سے گزر کر ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا۔ کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اور اسی میں آپ کی عزت ہے۔ کیونکہ کیا وہ شخص معزز کہلا سکتا ہے جس کے ماتحت کوئی بھی افسر نہ ہو۔ بلکہ معزز وہی ہوتا ہے۔ جس کے ماتحت

بہت

بہت سے افسر ہوں۔ دنیا میں ہی دیکھ لو۔ کہ تم بادشاہ کے لقب کو زیادہ معزز جانتے ہو۔ یا شہنشاہ کے لقب کو۔ پس شہنشاہ کا لفظ اس لیئے کہ اس میں بادشاہوں پر حکومت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ بادشاہ پر معزز ہے۔ ادنیٰ نہیں۔ اسی طرح ایسی نبوت جس کے ماتحت اور نبوتیں بھی ہوں۔ اُس نبوت سے اعلیٰ اور افضل ہے جس کے ماتحت اور نبوت کوئی نہ ہو۔ کیا وہ شخص زیادہ معزز ہوگا۔ جو دربار شاہی تک انسان کو پہنچا دے۔ یا جو دروازہ پر ہی لیجا کر چھوڑ دے۔ پس ہمارا یقین ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے لوگوں کو اُٹھا کر اعلیٰ مقامات پر پہنچا دیتے ہیں۔ اور آپ کے ماتحت ہزاروں نبی ہونگے۔ جو آپ کے ایک ایک لفظ کو قابل اطاعت جانینگے۔ اور آپ کی محبت اور فرماں برداری کو ذریعہ نجات یقین کرینگے۔ کیا یہ زیادہ معزز درجہ ہے۔ یا وہ جو ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اسی اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعود کو بموجب احادیث صحیحہ نبی اور مامور مانتے ہیں۔ اور اس اعتقاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرق نہیں آتا بلکہ اور بھی اعلیٰ ثابت ہوتی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ جیسے اور انبیاء کے منکرین اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے بعید کیئے جاتے تھے۔ آپ کے منکرین کا بھی یہی حال ہے۔ اور اسکا نمونہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ پس کیسے تعجب کی بات ہو گی۔ اگر ہم باوجود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنیکے پھر اسبات سے انکار کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مخالفین کو سخت ذلت دی ہے۔ اور دنیاوی عزت کو دیکھکر ہماری آنکھیں چندھیا جائیں۔ ہمیں وہ دقتیں اور مشکلات پیش نہیں آئیں۔ جو صحابہ کو پیش آئی تھیں۔ پھر ہماری بزدلی کیا ایمان کی کمزوری پر دال نہ ہو گی ہم یہ کب کہتے ہیں۔ کہ ہمارے مخالف کافر باللہ ہیں۔ لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ وہ کافر بالماموریں کافر کے معنی منکر کے ہیں۔ پس یہ کیسا جھوٹ ہے۔ کہ اگر ہم باوجود ان کے انکار کے

پھر ان کو مومن کا مومن ہی سمجھیں۔ مومن تو وہ تب ہو سکتے ہیں۔ کہ جب اپنے عقاید باطلہ سے رجوع کریں۔ اور حضرت مسیح کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جو حقیقت میں منکر ہے۔ اُسے ہم مومن کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ پس جو لوگ کہ باوجود ہزاروں نشانوں کے دیکھنے کے انکار کرتے ہیں۔ ان کے کافر بالمامور ہونے میں کوئی شک نہیں اور وہ خدا تعالٰے کے احکام کے توڑنیوالے ہیں۔ اور اس سے کیا انکار ہو سکتا ہو کہ ان کے دل میں اللہ تعالٰے کے احکام کی ایک ذرّہ بھر بھی عزت نہیں۔ کیونکہ اگر وہ خوفِ خدا رکھتے۔ اور ان کے دل میں نور ایمان ہوتا۔ تو وہ ایک مامور کی بیقدری اسقدر کیوں کرتے۔

تعجّب ہے کہ یہ لوگ اس موعود ذہنی کو تو اس قدر درجہ دیتے ہیں۔ کہ اس کے منکر کافر ہو نگے۔ اور جو اُس کی مخالفت کریگا۔ وہ دجّال ہوگا۔ اور ہلاک کیا جائیگا پھر جب حضرت مسیح موعود اسبات کے مدعی ہیں۔ کہ میں وہی ہوں۔ تو پھر آپ کی مخالفت کے باوجود ہم سے کسی اور فتوے کے کیوں امیدوار ہیں جو کچھ اس آنے والے موعود کے مخالفین کی نسبت انکا خیال ہے۔ ہم تو اُس سے ان لوگوں کو کم ہی جانتے ہیں۔

حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی بار بار اس مسئلہ کو اُٹھایا گیا ہے۔ اور ہمیشہ آپ نے اس کو خوب واضح کر کے بیان کیا ہے۔ اور ایسا کھولدیا ہے۔ کہ اس کا انکار سوائے اس کے کہ کوئی ان فتووں کو نظر انداز کر دے اور کسی طرح سے نہیں ہو سکتا۔ پھر ہمارے مخالف کیوں بار بار ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ زمانہ یاد کریں۔ جبکہ کفر کی بوچھاڑ ہم پر پڑتی تھی۔ اور ملامت کے تیروں سے ہمارا بدن زخمی کیا جاتا تھا۔ اور تمام لوگوں کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں کہ کب یہ سلسلہ تباہ ہوتا ہے۔ اور ایسے وقت میں خدا نے ہماری تائید کی۔ اور ہر ایک

دُکھ اور درد سے ہم کو بچایا۔ اور ہر ایک شرؔ سے ہمکو محفوظ رکھا۔ تو ہم کیسے ناشکر گزار ہو نگے کہ جب خدا نے ہم کو ہر مصیبت سے بچا کر امن کی زندگی عطا فرمائی۔ تو ہم کو اسوقت بھی لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی نہی کو نعوذباللہ کہیں پس پشت ڈالدیں

ہاں سوچو تو سہی کہ جس کے باپ کو کوئی جھوٹا سمجھتا اور مفتری خیال کرتا ہے تو وہ اُس سے تعلق توڑ دیتا ہے۔ اور اس سے دوستی اور محبت پیدا نہیں کر سکتا پس ہم کس طرح ان لوگوں سے جو ہمارے والد سے زیادہ معزز اور محبوب انسان کی ہتک کریں۔ اور اُسے جھوٹا خیال کریں صلح کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا خیال کریں۔ تو ہم سے زیادہ بے شرم کون ہو سکتا ہے۔ اسلام نے دنیا کے معاملات میں تعصب اور مخالفت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ پس ہم جہانتک دنیا کا تعلق ہے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کر سکتے ہیں۔ لیکن دین کے معاملہ میں یہ اور راہ پر قدم زن ہیں۔ اور ہم اور راہ پر اور یہ ایسا ہی معاملہ ہے۔ جیسا کوئی شخص مسلمان ہو کر اپنے والدین سے ہر قسم کا سلوک کرتا ہے۔ اور شرعاً اس کی ممانعت نہیں۔ بلکہ حکم ہے۔ لیکن ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے میں ہمکو تامل ہے۔ اور اُس کے ذمہ وار خود یہی لوگ ہیں۔ کفر کی ابتدا انھوں نے کی۔ نہ ہم نے اوّل اوّل تو خدا نے رحم کیا اور کوئی حکم نہ دیا۔ لیکن جب مخالفت حد سے بڑھ گئی تو خدا نے چاہا۔ کہ ان کو اُس فیض سے محروم کر دے جو ان کو اُس ماموری من اللہ سے برائے نام تعلق تھا۔ اور اُس نے فیصلہ کر دیا۔ کہ اب ان لوگوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ تو اب کس طرح ممکن ہے۔ کہ ہم خدا تعالےٰ کے فیصلہ کو توڑ کر ان سے ملجائیں۔

اور ہمارے مخالف اپنے دل میں اتنا تو سوچیں۔ کہ جب وہ حضرت مسیح موعود کو راستباز مانتے ہیں۔ تو کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ پر وہ جھوٹ بولتے رہے ہیں۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں ہم ان کو جھوٹا نہیں بلکہ غلطی خوردہ

جانتے ہیں۔ وہ الہام کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور درحقیقت اس سے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک شخص روزانہ اس بات کا مدعی ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے کلام کیا۔ اور کہا۔ کہ تو مامور ہے۔ اور مُرسل ہے۔ اور پھر بھی وہ غلطی پر ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوگا۔ جیسے زید روز ہم کو کہے۔ کہ میں آج عمر سے ملا ہوں۔ اور ہم باوجود اس کلام کے روزمرہ سننے کے پھر یہ کہیں۔ کہ اُس کو غلطی لگی ہوئی ہے۔ ایسے شخص کی نسبت کوئی عقلمند غلطی کا فتوےٰ نہیں دیتا۔ بلکہ یا تو اُسے جھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ یا سچّا پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ تیس سال تک حضرت صاحب اس بات کا دعوےٰ کرتے رہے۔ کہ قریبًا روز خدا تعالےٰ مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور ہزاروں عبارتیں پیش کردیں۔ کہ یہ مجھ پر نازل ہوئیں ہیں۔ اور اصل حقیقت یہ تھی۔ کہ وہ محض دھوکہ میں پڑے ہوئے تھے (نعوذ باللہ من ذالک) پس جو شخص کہتا ہے۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب کو راستباز اور اسلام کا سچّا خیر خواہ یقین کرتا ہوں۔ اور پھر آپ کے الہامات کو نہیں مانتا۔ وہ یا تو منافق ہے۔ کہ اپنے دل کا خُبث ظاہر نہیں کرتا۔ اور اصل میں پورے طور سے مُنکر ہے۔ اور یا پاگل ہے۔ کہ اس میں اتنی بھی تمیز نہیں کہ وہ سمجھ سکے۔ کہ کوئی شخص تیس سال تک اس بات میں دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ کہ خدا تعالےٰ روز مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور حالانکہ بات کچھ بھی نہیں۔ پس دونوں صورتوں میں اُس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اور وہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا۔

اب میں وہ عبارتیں درج کرتا ہوں۔ کہ جو حضرت صاحب نے مختلف کُتب میں لکھی ہیں۔ تاکہ میرے دوستوں کو معلوم ہو۔ کہ حضرت اقدس کا منشا کیا تھا۔ سب سے پہلے میں وہ عبارت درج کرتا ہوں۔ جو حضرت صاحب نے الہام کی بنا پر لکھی ہے اور جس کا کوئی احمدی انکار نہیں کرسکتا۔ یہ اُس خط میں درج ہے جو آپ نے عبدالحکیم کے جواب میں لکھا ہے۔ وہو ہٰذا۔

اگر

اگر آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ ہزارہا آدمی جو میری جماعت میں شامل نہیں۔ کیا راستبازوں سے خالی ہیں۔ تو ایسا ہی آپ کو یہ خیال بھی کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ ہزارہا یہود اور نصارٰی جو اسلام نہیں لائے۔ کیا وہ راستبازوں سے خالی تھے۔ بہرحال جبکہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مُسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مُبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہلتر بات یہ ہے۔ کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت میں سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ سے آپ اپنی توبہ شایع کریں۔ اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجائیں تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھُلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنیکے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راستباز قرار دینا اُسی شخص کا کام ہے۔ جس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔

اب اس عبارت سے مفصلہ ذیل باتیں نکلتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ حضرت صاحب کو اسبات کا الہام ہُوا ہے۔ کہ جس کو آپ کی دعوت پہنچی۔ اور اُس نے آپ کو قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس الزام کے نیچے وہی لوگ نہیں ہیں۔ کہ جنھوں نے تکفیر میں جدوجہد کی ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص جس نے قبول نہیں کیا۔ وہ مُسلمان نہیں۔ اور تیسرے یہ کہ وہ خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے اور سزا کا مستحق ہے۔ چوتھے یہ کہ اس عقیدہ کی وجہ سے کہ حضرت صاحب کے مُنکر کافر نہیں۔ بلکہ ناجی ہیں۔ عبدالحکیم مُرتد کو آپ نے جب تک وہ اس عقیدہ سے توبہ نہ کرے۔ جماعت سے خارج کر دیا۔ پانچویں یہ کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ یہ عقیدہ

خبیث ہے۔ چھٹے یہ کہ جو شخص حضرت صاحب کے منکرین کو اور آپ کے دعاوی کے نہ ماننے والیکو راستباز قرار دیتا ہے۔ اسکا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔ یہ باتیں میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائیں۔ بلکہ حضرت کے لفظ ہیں جو نقل کیے گئے ہیں۔ جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے رد کر دے۔

اس عبارت میں جو آتا ہے۔ کہ یہ بات مجھے الہام سے بتائی گئی ہے اس کی تائید ان الہامات سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں کہ منکرین حضرت کو کافر کہا گیا ہے قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ قل عندی شہادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللّٰہ فھل انتم مسلمون۔ وقل اعملوا علٰی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ عسٰی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکٰفرین حصیرا۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ قل جاء کم نور من اللّٰہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین۔ ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللّٰہ رد علیھم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہٗ۔ قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین۔ وعندی شہادۃ من اللّٰہ وانی امرت وانا اول المؤمنین لن یجعل اللّٰہ للکٰفرین علی المؤمنین سبیلا۔ غرض جیسا کہ حضرت صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں فرمایا ہے۔ کہ مجھے الہام سے بتایا گیا ہے۔ کہ تیرے نہ ماننے والے خواہ مکفر ہوں یا خاموش مسلمان نہیں ہیں۔ اور خدا کے حضور سزا کے مستحق ہیں اور ایکو اُن کو راستباز جاننے والا شیطانی خیال کے درپے ہے جب تک توبہ نہ کرے۔ ان باتوں کی تصدیق مذکورہ بالا الہامات سے بھی ہوتی ہے۔

پس جب کہ ہمکو سچائی کے ماننے کا دعویٰ ہے تو کیا ہمارا نفاق نہ ہوگا۔

اگر ہم ان باتوں کو چھپاویں۔ کیا کوئی مسلمان برداشت کرتا ہے۔ اُس کا کوئی دوست ہندوؤں سے بھی کچھ کچھ تعلق رکھے۔ اور کبھی کبھی اُن کو یہ سنا دے۔ کہ ہم آپ کو بھی ناجی اور اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ سمجھتے ہیں۔ وہاں کیوں اس اعتقاد کو بُرا کہا جاتا ہے۔ اسی لیے کہ نفاق ہے پس اس جگہ بھی وہی نفاق ہوگا۔ بلکہ اگر ہم مخالف کے سامنے دبی زبان سے اس کے حق پر ہونے کا بھی کچھ اقرار کرینگے تو اس کے دو بُرے نتیجہ ہونگے۔ ایک تو یہ کہ تھوڑے دنوں بعد جب ہمارا اصلی عقیدہ دشمن کو معلوم ہوگا۔ تو اس کے دل میں ہماری طرف سے سخت نفرت بیٹھ جائیگی۔ اور وہ سمجھیگا۔ کہ یہ اول درجہ کے جھوٹے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ جب حضرت صاحب نے ایسا صاف فتویٰ دیا ہے۔ تو لوگ مروڑ تروڑ کر کچھ کے کچھ معنی کرتے ہیں۔ تو اگر اس موقعہ پر ذرا بھی غفلت سے کام لیا گیا۔ تو اس سے آیندہ کے لیے سخت بُرے نتیجہ پیدا ہونگے۔ اور آیندہ اس خاموشی کو اجماع قرار دیا جا کر اس سے نہ معلوم کیا کیا نتیجہ نکالے جائینگے۔ اور آیندہ زمانہ میں نیک لوگ ہماری نسبت وہی الفاظ استعمال کرینگے جو اب ہم پولوس وغیرہ کی نسبت استعمال کرتے ہیں۔ اور بجائے نیک دعا دینے کے بد دعاؤں کے نشانہ ہونگے اور اس وقت کی ہماری کوتاہی آیندہ زمانہ کے لیے نمونہ بد ہوگی۔ کیونکہ کسی مامور کے قرب کے زمانہ کے لوگوں کے افعال بھی بطور سند کے پکڑے جاتے ہیں۔

اور یہ خیال کرنا کہ مخالف زیادہ ہیں اسلیے ہمکو ڈر کر قدم رکھنا چاہیئے ایک خیال باطل ہے کیونکہ حضرت صاحب کے زمانہ کی نسبت ہم اسوقت زیادہ ہیں اور حضرت صاحب نے کبھی ڈرنے کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ صاف مقابلہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمکو کچھ نقصان نہیں پہونچا۔ ہماری جماعت آگے سے بہت زیادہ ہے۔ اور بڑھ رہی ہے۔

مذکورہ بالا عبارت میں ایک لفظ قابل تشریح ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس کو میری دعوت پہنچ گئی۔ اور اسنے نہ مانا۔ تو وہ مسلمان نہیں اور دعوت پہنچنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ ایسے رنگ میں پہنچے۔ کہ جس کو وہ قبول کرے لیکن مخالفین کو ابھی ایسے رنگ میں دعوت نہیں پہنچی۔ اور یہ اعتراض عبدالحکیم نے بھی کیا ہے جسکے جواب میں حضرت صاحب کی اپنی کتاب سے دیتا ہوں۔ آپ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔

دعوت پہنچنے سے کیا مراد ہے؟

دو امر ضروری ہی ہیں۔ وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دیدے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور ان کو ان غلطیوں پر متنبہ کر دے۔ کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سُست ہو۔ دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے۔

پھر فرماتے ہیں۔ کہ

کیا آپنے دعوت پہنچا دی ہے؟

میں نے پنجاب ہندوستان کے بعض شہروں میں خود جاکر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا۔ اور ستّر کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارے میں جن کی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہونگی۔ تالیف کر کے ممالک اسلام میں شایع کی ہیں۔ اور اسی مقصد کے لیئے کئی لاکھ اشتہار شایع کیا ہے۔ اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بے خبر نہیں ہیں۔ بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے۔

جن پر اتمام حجت نہیں ہُوا انکا حکم

اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہُوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے جسکی بنا ظاہر پر ہے اُس کا نام بھی

کافر کہاہے۔ اور ہم بھی باتباع شریعت اُسکو کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا قابل مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

ان سندرجہ بالا آیتوں سے یہ معلوم ہوتاہے۔ کہ اول تو یہ ضروری نہیں کہ زید یا بکر کہے۔ کہ مجھ پر اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور مجھے دعوت نہیں پہنچی۔ بلکہ اتنا کافی ہوگا۔ کہ وہ نبی لوگوں کو اطلاع دیدے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف کچھ نشانات ہوں۔ اور بس اتمام حجت ہوئی۔ اور دعوت پہنچ گئی۔ اور بات بھی یہی درست ہے۔ کیونکہ جب اُس شخص نے لوگوں کو کھول کھول کر سُنا دیا۔ اور نشانات آسمانی ظاہر ہوگئے۔ تو پھر کسی کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں کو ابھی دعوت نہیں پہنچی۔ کیسا غلط مسئلہ ہے۔ اگر یہ اصول لیا جائیگا۔ تو ماننا پڑیگا کہ کسی مامور کی دعوت سوائے ان لوگوں کے جو اسکی بیعت میں داخل ہوئے۔ کیونکہ نہیں پہنچی۔ اور قرآن شریف اور رسول اللہ اور دیگر اولیا نے جو لوگوں کو کافر کہا ہے۔ سب جھوٹ ہو جائیگا۔

دوسری بات یہ نکلتی ہے۔ کہ حضرت صاحب نے پوری طرح سے تبلیغ کردی ہے۔ اور ہندوستان میں تبلیغ ہوچکی ہے۔ بلکہ بعض دیگر ممالک میں بھی۔

تیسری یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی۔ اسکا حساب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ تبلیغ ان کو ہوچکی ہے۔ یا نہیں۔ کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں۔ اسلیئے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر کہینگے۔ گو اللہ تعالیٰ خوب جانتاہے۔ کہ وہ سزا کے لائق ہیں۔ یا بموجب حدیث صحیحہ پھر موقعہ دیئے جائینگے لائق ہیں۔

پھر حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

جو حضرت صاحب کو نہیں مانتا۔ اور کافر بھی نہیں کہتا۔ وہ بھی کافر ہے

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والیکو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم کے ہیں۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا پر افترا کرنیوالا سب کافروں سے بڑھکر کافر ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳) حاشیہ پر لکھتے ہیں "سو جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اس لیئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے"۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ "علاوہ اُسکے جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے" پھر فرماتے ہیں" اب جو شخص خدا و رسول کے بیان کو نہیں مانتا۔ اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالےٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے۔ اور مجھکو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

اب جبکہ میں حضرت صاحب کی ایک ایسی عبارت نقل کرچکا ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے ایک ہی قسم کے لوگ ہیں۔ اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور جس طرح کافر کہنے والا ایک مسلمان کو کافر کہکر کافر بنتا ہے۔ اسی طرح ایک نبی کو نہ ماننے والا اُسے نہ ماننے کیوجہ سے کافر ٹھہرتا ہے۔ میں ایک اور حوالہ درج کرتا ہوں۔ جس میں آپ نے اُس شخص کو بھی جو آپکو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لیئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے۔ کافر ٹھہرایا ہی چنانچہ آپ ضمیمہ براہین احمدیہ میں صفحہ ۱۸۷ میں اس سوال کے جواب میں کہ چونکہ حضرت کی ابتک کوئی ایسی تاثیر روشن طور پر ظہور میں نہیں آئی ہے۔ اور دو تین لاکھ

آدمی

آدمی کا حضرت کے سلسلہ میں داخل ہونا گویا دریا میں سے ایک قطرہ ہے۔ پس اگر تاثیر بین کے ظہور تک کوئی بغیر انکار کے داخل سلسلہ ہونے میں توقف اور تاخیر کرے۔ تو یہ جائز ہوگا یا نہیں" فرماتے ہیں۔ کہ توقف اور تاخیر بھی ایک قسم انکار کی ہے" اب ہر ایک دانا اور عقلمند انسان دیکھ سکتا ہے۔ کہ سایل نے اپنے سوال میں کسقدر شرائط لگائی ہیں۔ کہ ایک شخص آپ کو جھوٹا بھی نہیں مانتا۔ اور آپ کا انکار بھی نہیں کرتا۔ اور محض مزید اطمینان کے لئے بیعت میں ابھی توقف کرتا ہے۔ تو اس کی نسبت کیا فتویٰ ہے۔ جس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ اسکا بھی وہی حال ہے جو منکر کا حال ہے۔ اور منکر کا حال اوپر کے فتویٰ میں جو حقیقۃ الوحی سے نقل کیا گیا ہے درج ہے یعنی اُسے کافر قرار دیا گیا ہے۔ اور وہی درجہ دیا گیا ہے جو اس شخص کو دیا گیا ہے۔ جو آپ کو کافر کہتا ہے پس نہ صرف اسکو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا۔ مگر آپکے دعویٰ کو نہیں مانتا۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ پس سوچنے کا مقام ہے۔ کہ حضرت صاحب نے اس معاملہ میں کس قدر تشدّد سے کام لیا ہے : : : : : : : : اور عقل بھی یہی چاہتی ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہندو رسولؐ اللہ کو سچّا مانے۔ اور دل میں اقرار بھی کرلے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے۔ ہاں بعض واقعات کیوجہ سے ابھی کھلم کھلا اسلام لانیسے پرہیز کرے تو ہم اُسے کبھی بھی مسلمان نہیں کہتے۔ بلکہ اُسے کافر ہی سمجھتے ہیں۔ اور شریعت اسلام کبھی اُس کے ساتھ ناطہ رشتہ کو جائز نہیں رکھتی یعنی اُسکے ساتھ کسی مسلمان عورت کے بیاہ دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ پس اسی طرح اُس غیر احمدی کا حال ہے۔ جو حضرت صاحب کو دل میں سچا بھی جانتا ہے۔ لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردّد ہے۔ پس جو لوگ ابھی آپکے دعویٰ کے ماننے میں

متردد ہیں۔ انکی نسبت حضرت صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے جیسا کہ میں حضرت صاحب کی عبارتیں اوپر نقل کر آیا ہوں۔

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسلیئے ہم منکرین کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مواخذہ سے بری ہیں۔ اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے۔ ایک کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلعم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اور اسکو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسلیئے کہ وہ خدا و رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ دونو قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کرنے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا۔ وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لایق ہوگا"

ان عبارتوں سے یہ نتائج نکلتے ہیں۔ اول تو یہ کہ مکفر اور خاموش ایک ہی گروہ میں سے ہے۔ کیونکہ جو مانتا ہے اُسے مومن کہتے ہیں۔ اور کافر مومن کے مقابل میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نہیں مانتا۔ خواہ وہ مکفر ہو یا خاموش ہو کافر ہے۔ اور یہ دونوں گروہ ایک ہی قسم کے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو آپ کو نہیں مانتا۔ وہ ضرور آپ کو مفتری قرار دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جو آپ کو نہیں مانتا۔ اُسکا

ایمان درحقیقت خداتعالےٰ پر بھی نہیں۔ اور نہ رسول اللہ پر ہی ہے۔ چوتھے یہ کہ چونکہ وہ شخص آیات اللہ کا منکر ہے۔ اسلیئے مومن نہیں ہو سکتا۔ پانچویں یہ کہ چونکہ خسرانیت کی بُنیاد ظاہر پر ہے۔ اُسے ہم مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور چھٹے یہ کہ وہ مواخذہ سے بری نہیں۔ ساتویں یہ کہ کفر دو قسم کا ہے۔ ایک اللہ اور رسول کا کفر۔ اور ایک دیگر آیات کا کفر جس میں حضرت صاحب کا کفر بھی شامل ہے۔ آٹھویں یہ کہ اصل میں یہ سب کفر ایک ہی ہے۔ جس نے آپ کا کفر کیا۔ اسنے خدا اور رسول کا کفر بھی ساتھ ہی کیا۔ نویں یہ کہ جس پر ان دونوں کفروں میں سے کوئی سی قسم کفر کی ثابت ہو جائے۔ وہ قیامت کے دن زیر مواخذہ ہوگا۔

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت صاحب نے کل ان لوگوں کو جن پر اتمام حجت ہو چکا ہے۔ اور دعوت پہنچ چکی ہے شرعاً قابل مواخذہ ٹھہرایا ہے۔ یہ عبارت کافی ہے۔

میں یہ کہتا ہوں۔ کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور خدا تعالےٰ نے عام طور پر میرے لیئے آسمان سے نشان ظاہر کیئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونیکے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجّت ہو چکا ہے۔ اور میرے دعوٰی پر وہ اطلاع پا چکا ہے قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے۔ کہ اسپر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ہی ہے۔ جس کی تائید کے لیئے میں بھیجا گیا ہوں۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ میرا نہیں۔ بلکہ اس کا نافرمان ہے۔ جس نے میرے آنیکی پیشگوئی کی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۸)

پھر اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲ میں فرمایا۔ کہ "ایسا ہی آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلّی اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقہ ہو

جائینگے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائیگا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا" اور اسی طرح براہین احمدیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ "انہی دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائیگی۔ اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لیئے ایک کرنا بجائیگا۔ اور اس کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچا آئیگا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنیکے لیئے پیدا کیئے گئے ہیں"

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک حلفیہ بیان بھی نقل کرتا ہوں۔ جو آپنے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد تحریر کیا۔ عصر جدید میں ایک مضمون نکلا تھا۔ جس میں کو نام نہ لگانے بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی کہ اب چونکہ حضرت مرزا صاحب فوت ہوگئے ہیں اور ان کے بعد حضرت مولوی صاحب جانشین ہوئے ہیں اور آپکے عقاید اصل میں مرزا صاحب کے خلاف ہیں۔ اور آپ درحقیقت تمام ان باتوں کو نہیں مانتے۔ جو مرزا صاحب نے بیان کی ہیں اور اسلیئے عنقریب وہ دن آنیوالا ہے کہ جب مولوی صاحب تمام جماعت احمدیہ کو پھر مسلمانوں میں شامل کرینگے۔ اور میں نے اس کے جواب میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جس پر آپنے یہ عبارت تحریر فرمائی۔ جو کہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۹ میں شایع ہوچکی ہے۔ وھوھذا

میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے۔ دستخط حضرت خلیفۃ المسیح - نور الدین

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے معتقدات بھی نجات کا ایک مدار ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کو ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں۔ کہ

"پھر ان انبیاء کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سناتے ہیں ولقد ارسلنا الیٰ امم من قبلك فاخذنٰھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولٰکن قست قلوبھم و زین لھم الشیطان ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہٖ فتحنا علیھم ابواب کل شیٔ حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰھم بغتة فاذا ھم مبلسون ط اس آیت پر غور کرو انتہیٰ تحریر حضرت خلیفۃ المسیح۔

اسی طرح اُسی خط میں حضرت مسیح کے مُخالفین کی نجات کی نسبت عبدالحکیم کو تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمانوں پر رحم فرمایا ہے۔ اور ذکر کیا ہے۔ کہ تیرہ سو سال میں تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں۔ سب کو نجات حاصل کرنا چاہیئے حکیم و ڈاکٹر صاحب دو ارب اللہ کی مخلوق اسوقت موجود ہے تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ کے باعث تیار ہوئے ہیں۔ تو دو ارب اللہ کی مخلوق ڈارون کے طریق سے لاکھوں برس اور معلوم نہیں کہ کب سے جو تیار ہوئی۔ ان سب نے اگر نجات نہ پائی تو تیرہ کروڑ چیز ہی کیا ہیں"۔

اس مندرجہ بالا عبارت میں حضرت خلیفۃ المسیح اس کے اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کی مخالفت کیوجہ سے تیرہ سو سال کی کوششوں کا نتیجہ یہ تیرہ کروڑ مسلمان کیوں غیرناجی قرار دیا جائے۔ اور فرماتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ کی مخالفت کیوجہ سے دو ارب انسان غیرناجی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اب اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت مرزا صاحب کی وجہ سے یہ تیرہ کروڑ غیرناجی ہو سکتا ہے اور ان مندرجہ بالا اقتباسات سے حضرت خلیفۃ المسیح کا اعتقاد خوب ظاہر ہو جاتا ہے۔

اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ "نجات فضل سے ہے۔ اور فضل کا جاذب تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ کا بیان لیس البرا والی آیت میں ہے۔ اور اس میں شاید مرزا کا بھی کہیں ذکر آیا ہو" اس میں آپ نے آیت کے اس حصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس میں نجات کے مداروں میں نبیوں پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا ہے۔

اب میں حضرت صاحب کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں جس میں کہ آپ نے خاموش لوگوں کی نسبت تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو ان کو چاہیئے۔ کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر یک مولوی کے نام کی تصریح سے شایع کریں۔ کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انھوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لونگا۔ بشرطیکہ انہیں کوئی نفاق کا شعبہ نہ پایا جائے۔ اور خدا کے کھُلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔" پھر آخر پر لکھتے ہیں۔ دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شایع کریں۔ بعد اس کے حرام ہوگا۔ کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔ بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرۃ ان میں نہ پائی جائے۔" پھر حاشیہ پر ارشاد فرماتے ہیں۔" میں دیکھتا ہوں جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ اُن تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنھوں نے مجھے کافر ٹھہرایا ہے پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر پیدا ہوگئی ہے۔ انہیں کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

اب ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت صاحب ان لوگوں کو بھی جو آپکو کافر نہیں کہتے۔ اور نہ ان مولویوں کو کافر کہتے ہیں جنھوں نے آپکو کافر قرار دیا ہے کافر قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ مجھے کافر نہیں کہتے۔ وہ میرے مکفرین کو بھی کافر نہیں کہتے۔ اور اس طرح خود انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ اس طرح آپ کے مکفرین کو کافر نہ کہنے کو بھی آپ نے وجہ کفر قرار دیا ہے۔ پس جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے اور ساتھ ہی غیر احمدیوں کو بھی مسلمان ہی جانتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ اور کسی صورت میں مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اور صرف یہی کافی نہیں رکھا گیا۔ کہ وہ ان کو کافر کہیں۔ بلکہ نام بنام ان لوگوں کے کفر کا اعلان اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے شایع کریں۔ جنھوں نے آپ پر کفر کا فتوٰی دیا ہے اور جو فتوے کہ ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان میں شایع ہو چکا ہے"۔

اور وفات سے چند ہی دن پہلے مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا "جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انھیں بھی اسوقت تک ان کے ساتھ ہی سمجھینگے۔ (مکفروں کے ساتھ) جب تک کہ وہ ان سے الگ ہونیکا اشتہار بذریعہ اعلان نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیحہ کافر سمجھتے ہیں"۔ (بدر صفحہ ۶ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء) **یاد رہے۔ کہ یہ فقرہ اس تقریر کا آخری فقرہ ہے**

یہی دو حوالے ہیں۔ کہ جن کو ہمارے مخالف بار بار پیش کرتے ہیں۔ اور اصرار کرتے ہیں۔ کہ تمہارے امام نے جب لکھدیا ہے۔ کہ ہم ان لوگوں کو جو ہمارے معاملہ میں خاموش ہیں کافر نہیں سمجھتے۔ تو اب تم ہم لوگوں سے ملجاؤ۔ لیکن ایسے لوگوں کی عقلوں پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے۔ کیا انہیں اس عبارت میں یہ بات نظر نہیں آتی

کہ اس میں بڑی بڑی شرائط لگائی گئی ہیں۔ اور کیا کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے ان شرائط کو پورا کردیا ہے۔ ہاں ہمیں اس شخص کا نام تو بتاؤ۔ جس نے بموجب حضرۃ صاحب کی تحریر کے دوسو مولویوں کا نام لے لیکر انہیں کافر قرار دیا ہو۔ اور اس بات کا اقرار کیا ہو۔ کہ حضرت صاحب کے معجزات ٹھیک نکلے۔ اور آپ راستباز تھے اور یہی نہیں۔ بلکہ اُس کے ایمان میں نفاق کا کوئی شعبہ نہ ہو۔ پس جب ایسا کوئی شخص نہیں اور کسی نے ان شرائط کو پورا نہیں کیا۔ تو ہم کسطرح ان کو الگ سمجھ لیں۔ اور گھر بیٹھے زبانی باتوں کے دھوکے میں آجائیں۔ جب ہمارے امام نے صریح الفاظ میں لکھدیا ہے۔ کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ سمجھینگے۔ جب تک کہ وہ ان سے الگ ہونیکا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔ پس ہم کیونکر اس شخص کی اطاعت سے نکلجائیں۔ جس کو ہمنے سچا یقین کیا۔ اور جس کے معجزات ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اور جس کا خدا سے تعلق ہم نے مدتوں مشاہدہ کیا۔ ہم اپنے اُس سردار اور حاکم کی بات کو کیونکر رد کردیں۔ جس کے ہاتھ پر ہم نے اپنے آپ کو بیچدیا۔ اور اپنے خیالات اور اپنی خواہشات اُس کے لیئے قربان کردیں۔ ایسی جرأت تو وہ شخص کرسکتا ہے۔ کہ جس کے دل میں ایمان نہ ہو جو نور یقین سے کورا ہو۔ اور جس کو خدا نے معرفت کی آنکھیں نہ دی ہوں۔ اور یہ قطعاً خیال نہ کرو۔ کہ اس قول کا پہلے قول سے کچھ اختلاف ہے۔ اور اس میں حضرت صاحب نے پہلے کی نسبت نرمی کردی ہے کیونکہ انبیاء اپنے الہاموں کے سب سے زیادہ قائل اور مومن ہوتے ہیں دیکھو حضرت صاحب اپنی کتاب اربعین میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن پر" پس یہ خیال سخت گندہ ہوگا۔ اگر ہم یہ

کہیں۔ کہ حضرت صاحب نے اُس پہلی الہامی بات کو رد کردیا۔ بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان میں تطبیق کریں۔ اور بہرحال ہمکو اس عبارت کو پہلی عبارت کے ماتحت کرنا کرنا پڑیگا۔ کیونکہ وہ الہامی ہے۔ اور اُس کے معنے بھی ہم نے نہیں۔ خود حضرت صاحب نے کئے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے۔ تو اسجگہ حضرت صاحب نے تعلیق محال بالمحال سے کام لیا ہے۔ کیونکہ جو شخص حضرت صاحب کے منکرین کو نام بنام کافر قرار دیگا۔ اور باوجود حضرت صاحب کے ان دعاوی کے آپ کو سچا قرار دیگا۔ اور آپ کے الہامات اور معجزات پر یقین لائیگا۔ اور پھر آپکی بیعت نہ کریگا۔ تو ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ منافق ہوگا۔ کہ لوگوں کے ڈر سے سچ کو قبول نہیں کرتا۔ اور یا حکم الٰہی کا صریح منکر ہوگا۔ کیونکہ حضرت صاحب نے بیعت الہام کے ذریعہ سے شروع کی ہے۔ اور قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ پس ایسا شخص جس پر حق کھل گیا اور اُس نے حضرت کے راستباز ہونیکو سمجھ لیا۔ تو پھر جو وہ بیعت نہیں کرتا۔ تو اس میں یا تو نفاق کا شعبہ ہے۔ یا کفر کا اور حضرت صاحب نے یہ شرط ساتھ قرار دی ہے۔ کہ پھر ایسا شخص منافق بھی نہ ہو۔ پس جو شخص ان شرائط پر عمل کریگا۔ اُس کے لیئے تو بیعت ضروری ہوجائیگی۔ اور اگر بیعت نہ کریگا۔ تو منافق ہوگا۔ پس جو شخص ایسا اشتہار دے بھی دے۔ جس میں مخالف مولویوں پر کفر کا فتوےٰ دے اور پھر بھی بیعت نہ کرے۔ تو ایسا شخص ضرور منافق ہے۔ پس حضرت صاحب نے تو ایک محال بات پیش کرکے مخالفین پر حجت قایم کی ہے۔ نہ یہ کہ اُن کے لیئے راستہ کھولا ہے۔ اس عبارت کو پیش کرکے ہم سے صلح چاہنے والا بعینہٖ اس شخص کی طرح ہے۔ جو قرآن شریف کی آیت قل ان کان للرحمٰن ولدٌ فانا اول العابدین کو پیش کرکے ہم سے یہ چاہے کہ ہم یسوع کی عبادت کریں۔ اور اُسے خدا کا بیٹا مان لیں۔ یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا ہے

کرنہ تو تم خدا کا بیٹا ثابت کرسکو گے۔ اور نہ میں قبول کروں گا۔ اسی طرح مذکورہ بالا عبارت میں حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی ہمارے مخالفین کا نام لے لیکر قریبا دوسو مکفر مولویوں پر کفر کا فتویٰ اشتہار کے ذریعہ شایع کرائے۔ اور پھر اس میں نفاق بھی نہ ہو۔ تو ہم ایسے شخص کو مومن مان لیں گے۔ اور یہ بات ناممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ایسا کرے۔ اور پھر باوجود بیعت نہ کرنیکے منافق بھی نہ ہو۔ پس یہ تو ایک تعلیق محال بالمحال تھی۔ اِسے سند کے طور سے پیش کرنا تو ایک بڑی جہالت ہے۔

اور اس لمبی تقریر پر بھی ہم کو کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ ابھی تو کوئی شخص نہیں پیش کیا گیا جس نے ان شرائط پر عمل کیا ہو۔ پس اس کے ذریعہ صلح چاہنا اوّل درجہ کی نادانی ہے جس قدر لوگ متفرق طور سے احمدیوں کے پاس آکر یا جماعتوں میں اس قسم کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ تو ان لوگوں کی طرح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا لقوا الّذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الی شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔ وہ اگر ہم سے صلح چاہتے ہیں۔ تو اپنی دنیاوی حیثیت بڑھانیکے لیئے نہ کہ ان کے دلوں میں دین کی تڑپ ہے۔ اگر واقعی ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ محبت ہوتی۔ اور دین کی تڑپ ہوتی۔ اور تقویٰ کا ایک ذرہ بھی اُن کے دلوں میں باقی ہوتا۔ تو وہ کیوں کوشش سے اس شخص کے دعویٰ کو نہ سنتے جس نے تیئیس برس پکار پکار کر سُنایا۔ کہ خدا نے مجھ سے کلام کیا۔ اور مجھے دنیا کی اصلاح کے لیئے بھیجا ہے اور میں اُس کی طرف سے مامور مقرر کیا گیا ہوں اس نے لیکچروں کے ذریعہ اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعے کتابوں کے ذریعہ اپنی آمد کا اعلان کیا لیکن کیا ان لوگوں نے ذرہ بھر بھی توجہ کی۔ ایک آریہ اخبار ذرہ بھر بھی انکے پولیٹیکل حقوق کے برخلاف لکھتا ہے۔ تو ان کے تن بدن میں

آگ لگجاتی ہے۔ آنکھوں سے شعلہ نکلنے لگتے ہیں۔ اور ناسزا الفاظ بے اختیار انکے منہ سے نکلجاتے ہیں۔ اور راس کماری سے لیکر ہمالیہ کی چوٹیوں اور کلکتہ سے لیکر پشاور تک تار برقی کی طرح ایک جوش پھیلجاتا ہے۔ اور چاروں طرف غور وفکر شروع ہوجاتا ہے۔ لیکن خدا کے مامور کی آواز انکے کانوں میں تئیس سال تک پڑتی رہی۔ اور دنیا کی بے توجہی پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ یہ مست پڑے رہے۔ اور غفلت کے لحافوں کو انھوں نے اپنے سر سے نہ اُتارا۔ انھوں نے آنکھ اٹھاکر نہ دیکھا۔ کہ یہ ہے کون اور پرواہ تک نہ کی۔ خدا کی پکار کو سننے سے انکار کردیا۔ اور حقارت سے مُنہ پھیر لیا یہ انکا ایمان ہے۔ اور یہ وہ تڑپ ہے جو دین کے لیے ان کے دلوں میں پائی جاتی ہے اور باوجود اس حالت کے یہ لوگ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور ہمیں صلح کے لیے بلاتے ہیں اور پھر زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ تحریک جس گروہ سے اُٹھی ہے۔ اور جو گروہ کہ ہمکو اپنے پیچھے نمازیں پڑھوانا چاہتا ہے۔ وہ خود نماز نہیں پڑھتا جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ تو ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جو ٹھٹھے اور ہنسی میں اپنا دن گزارتے ہیں اور اسلام کے پاک احکام پر تمسخر کرتے ہیں جن پر یورپ کا رنگ تہ بہ تہ چڑھا ہُوا ہے۔ ہمیں بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں بلاؤ اور ہمارے پیچھے نماز پڑھو۔ ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا اُن لوگوں کے پیچھے جنکے پیچھے اگر ان کو مُسلمان بھی سمجھ لیا جائے۔ تو شاید نماز پڑھنی ناجائز ہو۔ ہاں ہم کن کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیا ان لوگوں کے پیچھے جن کے دلوں میں اسلام محض ایک قومیّت ہے۔ اور رسول اللہ کی عزت صرف اپنے پولیٹیکل حقوق کے محفوظ رکھنے کے لیے کیجاتی ہے۔ بیشک اس تحریک کا اس گروہ سے اُٹھنا ہی اس بات پر شاہد ہے۔ کہ یہ تحریک رحمٰن کی طرف سے نہیں۔

اب میں حضرت صاحب کا وہ فتویٰ نقل کرتا ہوں۔ جس میں کہ غیر احمدیوں

کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

"پس یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے۔ اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤگے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ میری باتوں کو جو خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لیئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"

اب اس عبارت پر غور کیجیئے اول تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ یا غیر احمدیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قطعی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے لیئے لازمی ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں سے قطعی طور سے الگ رہیں۔ تیسرے یہ کہ جو ایسا نہیں کرتا۔ اُس پر خدا کا الزام ہے چوتھے یہ کہ ایسے شخص کے اعمال حبط ہو جائینگے۔ پانچویں یہ کہ جو حضرت صاحب کا دل سے معتقد ہے۔ وہ آپکے اس فیصلہ اور دیگر فیصلوں کو مانتا ہے چھٹے یہ کہ جو نہیں مانتا۔ اُسکے دل میں خود اختیاری کا مرض ہے۔ ساتویں یہ کہ حضرت صاحب ان الفاظ میں کہ وہ

مجھ سے نہیں۔ اس سے قطع تعلق کرتے ہیں آٹھویں یہ کہ ایسا کرنیوالے کی عزّت آسمان پر بھی نہیں کیجائے گی۔ اب باوجود ان فتووں کے ہم کیا کریں۔ اور کس طرح اُن لوگوں کیساتھ شامل ہوجائیں۔ جو ہلاکت کے گڑھے کی طرف ہمکو بلاتے ہیں۔

اب ایک طرف تو خدا کا کلام ہمکو اپنی طرف بُلاتا ہے۔ اور دوسری طرف چند لوگ جن کے ایمانوں کا ہمکو کوئی علم نہیں۔ بلکہ وہ صریح طور سے ایک مامور کے مکفّر ہیں ہم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ پس بہتر ہے۔ کہ ہم خدا کی آواز کو قبول کریں۔ اور جس طرح پہلی دفعہ ہم نے انسانوں پر خدا کے احکام کو مقدّم کیا۔ اب کہ وہی نمونہ دکھائیں۔ حضرت صاحب خدا سے خبر پاکر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نہ قبول کرنیوالوں کو راستباز جاننے والا انکے پیچھے نماز پڑھنے والا اور ان سے بکلّی قطع تعلق نہ کرنیوالا شیطان کے پنجہ میں ہے۔ اور آپ پر ایمان نہیں رکھتا۔ اُس کے اعمال حبط ہوجائینگے اور آسمان پر اُس کی عزت نہ ہوگی۔ پس ہمارے لیئے کیسا خطرناک ابتلا ہے۔ ایک طرف تو ظاہری چین اور امن نظر آرہا ہے۔ دشمنوں کی نظروں میں ایک عزّت ہوتی ہے۔ اور شاید گورنمنٹ کی نظروں میں بوجہ سرگروہ سے تعلق ہوجانیکے زیادہ وقعت پانے کی امید ہے۔ اور دوسری طرف خدا کے مامور کا فتوٰی ہے۔ کہ اگر تم ان سے بکلّی قطع تعلق نہیں کرتے۔ تو پھر تمہارا مجھ سے قطع تعلق ہے۔ اگر عاجلہ کو دیکھا جائے۔ تو پہلی بات میں فائدہ ہے۔ لیکن اگر یوم ثقیل کا خیال کیا جائے۔ تو سوائے دوسری بات پر عمل کرنیکے کوئی چارہ نہیں۔ ہم ان لوگوں سے صلح کرتے ہوئے ان آیات قرآنی کو کہاں چھپائیں۔ الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ط یبتغون عندھم العزّۃ فان العزّۃ للہ جمیعا۔ یا ایّھا الّذین اٰمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ط اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مّبینا۔ انّ الّذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون

ان یفرقوا بین اللہ ورسلہٖ ویقولون نؤمن ببعضٍ ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلاً ۝ اُولٰئک ھم الکٰفرون حقاً ۚ واعتدنا للکٰفرین عذاباً مھیناً ۝ اور خصوصیت سے آخری آیت میں تو ہم خاص طور سے اُسی گروہ کا ذکر پاتے ہیں۔ جو مدعی ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان متقی اور راستباز انسان مانتے ہیں۔ لیکن نبی نہیں مانتے۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ نجات ایمان باللہ پر ہے۔ نہ ایمان بالرسل پر اور جن کا خیال ہے۔ کہ رسول اللہ کے انکار کیوجہ سے عذاب ہوا بھی لیکن مرزا صاحب کے نہ ماننے کا کوی حرج نہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور سچے کافر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عذاب کے مستحق ہیں۔ اور حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں۔ کہ من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما راٰی۔ اور پھر فرماتا ہے۔ کہ من اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذباً او کذب بآیاتہٖ۔ پس باوجود ان صریح نصوص کے ہم کیونکر انکار کر دیں۔ اور کہدیں کہ تمام رسولوں کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ کہ مسیح موعود کا ماننا مدار نجات میں شامل نہیں اگر ہم ایسا کہیں۔ تو ہم بھی اُسی گروہ میں شامل ہو جائینگے۔ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولٰئک ھم الکافرون حقاً ۚ واعتدنا للکٰفرین عذاباً مھیناً۔ اور جن کی نسبت فرماتا ہے۔ او کذب بآیاتہٖ فنعوذ باللہ من ذٰلک الکذب والبھتان و بفضلہٖ من ھمزۃ الشیطان۔ اور اگر ہم ایسا کریں۔ تو گویا عبد الحکیم مرتد کی پیشگوئی کو پورا کر دیں۔ اور شیطان کے مؤید ہو جائیں۔ کیونکہ اُس کی مخالفت بھی اس بات پر ہوئی تھی۔ اور وہ جماعت سے اسی لیئے خارج کیا گیا تھا۔ کہ اُس کا دعویٰ تھا۔ کہ سوائے ان چند مکفّرین کے جنھوں نے مخالفت میں زور ارا ہے۔ باقی سب ناجی ہونے چاہئیں۔ اور کفر کا فتویٰ ان پر نہیں دینا چاہیئے۔ پس ہمارا بھی ایسے ہی عقاید رکھنا گویا عبد الحکیم کی پیروی کرنا اور حضرت

مسیح موعود کا انکار کرنا ہے۔ اور اُس کی شیطانی پیشگوئی کو پورا کرنا ہے کہ عنقریب مرزائی مرزا صاحب پر ایمان کو غیر ضروری قرار دیکر باقی تمام غیر فرقوں کو بھی مسلمان قرار دینگے۔ اور اعمال پر نجات کا مدار جانینگے۔ اور ایمان بالرسل کو علیحدہ کر دیں گے پس ان باتوں کا ماننا ہمارے لیئے موت ہے۔ اور سلسلہ کی تکذیب آخر میں میں یہ لکھنا بھی ضروری جانتا ہوں۔ کہ میں ہی ان خیالات سے ایسا متنفرّ نہیں۔ بلکہ جہانتک مجھے علم ہے۔ خود ہمارا امام اور دیگر دانا لوگ سب کے سب ان خیالات کو پسند نہیں کرتے۔ پس میں کہہ سکتا ہوں کہ ہم سب خدا کے فضل سے اس پر امید کرتے ہیں۔ اور اسی کو اپنا سہارا قرار دیتے ہوئے اور مسیح ناصری کی جماعت کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے شرح صدر کیساتھ اسبات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہمنے خدا کے مامور کو قبول کیا ہے۔ اور اُس کے ہر ایک حکم کو مدار نجات یقین کرتے ہیں اسلیئے بلا کسی تامل کے کہتے ہیں۔ کہ انا براؤ منکم و مما تعبدون من دون اللہ

خاکسار مرزا محمود احمد ولد حضرت مسیح موعود

تتمۂ مضمون

بعض لوگ پیش کرتے ہین کہ تریاق القلوب مین حضرت صاحب نے لکھاؔ ہے کہ مین اپنے منکرین کو کافر نہین کہتا بلکہ صرف شرعی نبی کے منکر کافر ہوتے ہین اور میرے منکرین مین سے صرف وہی کافر ہین جو مجھے کافر کہہ کر خود بموجب حدیث کافر ہو جائین اس لئے خود آپکے مطالعہ نے یہ فیصلہ کر کے بات صاف کر دی ہے لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ بات خود حضرت صاحب کے سامنے پیش ہو چکی ہے اور اس کے دو جواب حضرت صاحب نے دئے ہین۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی مین ایک شخص

کے اعتراض پر کہ آپ نے تریاق القلوب میں صرف اپنے مکفرین کو کافر کہا ہے اور اب سب نہ ماننے والوں کو کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والوں کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک وہ ایک ہی قسم کے انسان ہیں اور جو مجھے نہیں مانتا وہ مجھے کافر ہی ٹھہرا کر نہیں مانتا یہاں حضرت صاحب نے اس شخص کو یہ بتایا ہے کہ نہ ماننا اور کافر کہنا ایک ہی چیز ہے اور جو آپ کو نہیں مانتا وہ خدا کے نزدیک آپ کو کافر ہی جانتا ہے پس تریاق القلوب کے فتوے کی بعد کے فتووں سے اس طرح تطبیق ہوگئی کہ گو صرف آپ کو کافر کہنے والا انسان کافر ہے لیکن چونکہ ایک نبی کو نہ ماننا اور اُسے کافر کہنا ایک ہی چیز ہے اس لئے جو کوئی اسے نہیں مانتا وہ اُسے خدا کے نزدیک کافر قرار دیتا ہے گو زبانی نہ کہے پس اسی طرح کل نہ ماننے والے مکفر ہوئے اور کل مکفر کافر ہوئے پس تریاق القلوب کا فتوےٰ بھی درست رہا اور پھر بھی آپ کے نہ ماننے والے شریعت اسلام کے رو سے کافر ہوئے۔

دوسرا جواب جو آپ نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ میرے نہ ماننے سے ایک شرعی نبی کا انکار بھی لازم آتا ہے یعنی جبکہ میں رسول اللہ کی پیش گوئی کے مطابق دنیا میں ظاہر ہوا ہوں تو جو مجھ کو نہیں مانتا وہ رسول اللہ کو بھی نہیں مانتا اور آپ بھی اسکے کوئی تعلق نہیں۔ پس چونکہ آپ کا انکار اور رسول اللہ کا انکار لازم وملزوم ہیں یعنے جس نے آپ کا انکار کیا اس نے ایک شرعی نبی کا بھی انکار کیا اس لئے کافر ٹھہرا پس اس صورت میں بھی جو کل آپ کے نہ ماننے والے ہیں کافر ٹھہرے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہوئے۔

تیسرے یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت صاحب کا کلام قرآن شریف سے ہرگز خلاف نہیں ہوتا ہے اور قرآن شریف میں ایک رسول کو نہ ماننے والے اور دوسروں کو

نہ ماننے والے کو کافر قرار دیا گیا ہے اور وہاں کوئی شرعی نبی کی شرط نہیں لگائی گئی بلکہ داؤد و سلیمان اور ہود اور صالح اور مسیح علیہم و علیٰ نبینا اسلام کے منکرین کو بھی کافر قرار دیا گیا ہے اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کیونکہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ ایک شخص کے صدق میں تردد کرنے والا تو قابل مواخذہ ہو۔ اور دوسرے کے صدق میں تردد کرنے والا قابل مواخذہ نہ ہو۔ ہاں کیسے تعجب کی بات ہے کہ شرعی نبی تو الگ ایک معمولی مومن کے انکار سے جس کو ساری عمر میں ایک خواب بھی نہیں آئی تو ایک انسان کافر ہو جاتا ہے اور اس کو مومن نہ جاننے پر قابل مواخذہ ہوتا ہے لیکن ایک نبی کو نبی نہ ماننے والا اس عذر پر کہ وہ نبی کوئی شریعت نہیں لایا کافر نہیں ہوتا۔ ایسا خیال رکھنے والے بتائیں تو سہی کہ کیا وہ مسیح و داؤد اور ہود اور یعقوب اور اسحٰق اور لوط کے منکرین کی نسبت کیا فتوے دیتے ہیں اور اُن کے مخالفین کو جو خدا نے کافر کہا ہے تو اس کی کیا تاویل کرتے ہیں پس سوائے اس کے کہ تریاق القلوب کے فتوے کو اس طریق سے حضرت صاحب کے آخری فتووں سے ملایا جائے تو خود آپ ہی نے بتایا ہے اور کوئی راہ نہیں۔

چوتھے یہ کہ تریاق القلوب میں جو فتوے چھپا ہے۔ وہ حضرت صاحب کا اپنا خیال ہے اور دوسرا الہامی ہے۔ چنانچہ عبدالحکیم کے خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھے الہام سے بتائی گئی ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ کافر ہے پس یہ فتوے بہرحال اس فتوے کا ناسخ ہوگا۔

پانچویں یہ کہ بے شک شروع میں حضرت صاحب کا یہی فتویٰ تھا۔ کہ صرف میرے مکفرین کافر ہوتے ہیں لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ کی وحی نے اس عقیدہ کو بدل دیا پس نہ صرف یہ کہ یہ فتویٰ الہامی ہے بلکہ بعد کا بھی ہے اور باوجود اس فتوے

کے اس پہلے فتوے کو لئے جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مسیح کی وفات کے مقابلہ مین حضرت صاحب کی براہین کی تحریر پیش کرے کہ اسمین تو لکھا ہے کہ مسیح آسمان سے اُتریگا۔ پس جیسے وہ شخص حق سے دُور ہے یہ بھی دُور ہے۔

چھٹے یہ کہ اگر حضرت صاحب کا مطلب تریاق القلوب سے وہی ہوتا جو پیش کیا جاتا ہے تو جب حقیقۃ الوحی کے تحریر کرنے کے وقت آپ پر اعتراض ہُوا ہے کہ آپ اپنے نہ ماننے والے کو جو کافر نہین کہتا ہے کافر کیون قرار دیتے ہین جبکہ تریاق القلوب مین آپنے اس کے خلاف لکھا ہے تو آپکا جواب یہ ہونا چاہیئے تھا کہ تریاق القلوب کا فتوے ہی درست ہے اور دوسرے فتویٰ کے معنے تم غلط سمجھے ہو حالانکہ حضرت صاحب نے دوسرے فتویٰ کے مطلب کو درُست قرار دیا ہے اور کہا ہے۔ کہ تم تریاق القلوب کے معنے نہین سمجھے اس کے معنے بھی یہی ہین چنانچہ اس کی تطبیق بھی کردی جیسا کہ اُوپر درج ہے پس کسی کا حق نہین کہ جس طرح اپنی مرضی ہو اس کے معنے کردے بلکہ اس کے معنے وہی کرنے پڑینگے جو حقیقۃ الوحی مین درج ہین اور وہ مین اُوپر درج کر آیا ہون۔

پس اب مین ثابت کرچکا ہون کہ تریاق القلوب کے فتویٰ کو پیش کرنا مغالطہ مین ڈالنا ہے اس کے باوجود فتوے وہی ہے جو مین نے اوپر درج کیا ہے

احادیث نبوی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اول من یدعی یوم القیامۃ آدم فتراءی ذریتہ فیقال ھذا ابوکم فیقول لبیک وسعدیک فیقول اخرج بعث جہنّم من ذریتک فیقول یاربّ کم اخرج فیقول اخرج من کل مأۃ تسعۃ وتسعین فقالوا یارسول اللہ فما ذا یبقی منا۔ قال ان اُمّتی فی الامم کالشعرۃ البیضاء فی الثور الاسود (بخاری)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت آدم سے کہا جائیگا اپنی ذریّت سے جہنم کے قابل نکال۔ پھر بموجب فرمان سو میں سے ۹۹ نکال دین گے اور رسول اللہ کی اُمّت دوسری اُمّتوں کے مقابل میں ایسی ہے جیسی کالے بیل مین سفید بال۔ اس حدیث مین اس اُمّت کی نسبت امم سابقہ سے بیان کی گئی ہے۔

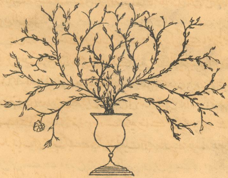
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ الا من قبلکم من اھل الکتب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ھذہ الملۃ ستفترق علی ثلث و سبعین۔ ثنتان وسبعون فی النّار۔ و واحدۃ فی الجنّۃ وھی الجماعۃ (ابوداؤد باب شرح السنّۃ جلد ۲)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس اُمّت کے ۷۳ فرقے ہو جاینگے جن میں سے ۷۲ دوزخ میں اور ایک جنّت میں جائے گا۔ اور وہ الجماعۃ ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم من مات ولیس فی عنقہ
ربقۃ بیعۃ الامام فقد مات میتۃً جاھلیۃ ۔ (ابو داؤد)
فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے جو مرجائے اور اس کی گردن
مین امام کی بیعت کا رسن نہین۔ وہ جاہلیّت کی موت مریگا۔

جو ہم کو کافر کہتے ہین ان کی نسبت ۔ قال رسول اللہ علیہ وسلم
ایما رجل مسلم اکفر رجلاً فان کان کافراً والّا کان ھو الکافر (ابوداؤد)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو
کافر کہا پس اگر وہ کافر نہین تو وہ کافر ہوگا۔

حدیث صحیح مسلم مین مسیح موعودؑ کو نبی اللہ فرمایا ہے اور نبی کے انکار کے
متعلق پارہ چھ کے ابتدائی رکوع کو پڑھ جاوے۔



علمِ فلسفہ

معیار الخیالات

اس عالمانہ کتاب کا مطالعہ کرنے سے ہی پتہ لگ سکتا ہے کہ فاضل مصنّف نے مضامین مفصلہ ذیل مثلاً رُوحانی سیر۔ خدا۔ فعل خدائی۔ عبادت۔ پرستش یعنی پُوجا۔ خیرات۔ مذہب۔ جیوآتما بمراد رُوح انسانی۔ تعلیم۔ دولت۔ عشق ادب۔ دوستی۔ رحم۔ حمل مین آنے سے تاموت قواعد حفاظت جسم نشہ بازی استفراغ۔ موت۔ حیات مابعد الموت کے اُوپر کن عالمانہ دلائل سے بحث کی ہے اور ہر ایک مذہب و ملّت کے انسان کو کتاب ہذا کا مطالعہ کرنا کن کن معلومات کا ذخیرہ پیدا کرتا ہے۔

چوں کہ فاضل مُصنّف نے اس کتاب کو کئی ہزار روپیہ کی لاگت سے باعلم سوسائٹی مین بالکل مفت بلکہ محصولڈاک بھی اپنی طرف سے چسپان کر کے تقسیم کیا ہے اِس لئے نوٹس ہذا کا مطالعہ فرماتے ہی بذریعہ کارڈ نہائت جلد اطلاع دین۔ کیون کہ یہ رسالہ روزمرہ ہزارہا کی تعداد مین معززین و عالمان کی خدمت مین روانہ ہونا شروع ہوگیا ہے اِسلئے تاکہ جلدی ختم نہ ہوجاوے اور پھر جناب کے حکم کی تعمیل نہ ہوسکے۔ اور رسالہ پلیگ بھی چھپ گیا ہے۔ جوکہ بغیر قیمت اسی رسالہ کے ہمراہ روانہ ہوگا

سکرٹری لائبریری رسالہ معیار الخیالات جگادھری ضلع انبالہ پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مجرب دوائیں جو ۲۶ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں

کھانسی کی دوا

یہ دوا چاہے کیسی ہی کھانسی و کف کی بیماری ہو اسکو آرام کرتی ہے۔ اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی سے بچانا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) سوکھی کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی ۳۰ خوراک ۱؎ ۔ پیکنگ و محصول ڈاک ۸؍ چھوٹی شیشی ۱۶ خوراک ۸؍ پیکنگ و محصول ڈاک ۵؍

اس دوا پر مہاراجہ دل گنجن سنگھ صاحب کی رائے

دیو بہادر فیوڈری چیف پٹنہ اسسٹنٹ بولانگیر ضلع سمبھلپور سے لکھتے ہیں۔ جنابمن آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کیلئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل رفع ہو گئی مجھے صرف خوراک سے زیادہ پینے کی درکار نہ ہوئی اور کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی اسواسطے دوبارہ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

درد سر و ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے یہ دوا اسکو پانی کر دیتا ہے درد ریاح جیسے جیس ٹیک چمک رگوں میں گنگھی سے جو کہیں چھپ جاتے ہو تو اس دوا سے فوراً بآرام ہو جاؤ گے چاہے جسم کے کسی حصہ میں ایسا درد ہو اس سے ہٹ جائیگا۔ درد سر کیواسطے اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے۔ نصف سر میں یا تمام سر میں کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو اڑا جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے ان دنوں لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام یا محنت کی باتوں میں فکر تردد میں عیش و عشرت میں دنکو رات اور راتکو دن بنایا کرتے ہیں۔ کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں اور ہائے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لئے اسکے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے اسلئے خاص و عام کو یہ دوا گھر میں رکھنا لازم قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی ۴؍ محصولڈاک ایک ڈبیا سے چھ ڈبیا تک ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ تاراچند سٹریٹ کلکتہ